

بڑا عمل کام کرتا ہے کتابوں کا ایک دنیا ہے اس کے موجودہ نیٹنگ ڈائریکٹرز ڈائریکٹری بلک میبل ہیں جو سینٹ کرس کالج کے فیوینی استاد ہیں، سینٹ کراس کالج کے اسلامک سینٹر کے قیام میں ہمدردی کا رویہ رکھا، غالباً اسکی وجہ سے بلیک ویل نے بھی لحاظ اور موافقت کا مظاہرہ کیا۔ اور بیک ڈیوکی سیر کرائی، اتفاق سے اسلامک سینٹر کے ٹرینی بورڈ میں سینٹ کراس کالج کے نمائندہ کے طور پر بلیک ویل ہی منتخب ہوئے ہیں۔ یونیورسٹی کی عظیم لائبریری کو سال گزشتہ دیکھنے کا اتفاق ہوا اقسام دونوں کے مشورہ مشورہات دیکھنے کا موقع ملا۔ ذمہ داروں کی طرف سے دیکھنے کی دعوت اسلامک سینٹر کے ارکان کو دی گئی تھی۔ چنانچہ اس میں جانا ہوا۔ ارتقاء کے بعد کچھ دنوں آکسفورڈ شہر سے ایک جمہور آکسفورڈ میں بڑا تھا، آکسفورڈ شہر ایک چھوٹا شہر ہے مثال کے طور پر جیسے علی گڑھ الیہ آباد کے لحاظ سے علی گڑھ سے چھوٹا ہے، شہر میں بازار وغیرہ بھی ہیں، لیکن یونیورسٹی فاسٹ علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے، اسکی عمارتیں شہر میں نمایاں ہیں، شہر میں اس کے مقیم مسلمانوں نے ایک مسجد تعمیر کر رکھی ہے، یہ مسجد اچھی اور کچھ مہم ہے، اور نماز پڑھنے والوں کی تعداد خاصی ہو جاتی ہے ان میں زیادہ تر شہر آکسفورڈ میں بے ہوسے ہونے مشرقی مالک کے مسلمان ہوتے ہیں سال گزشتہ اس مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کا موقع ملا لیکن تجربہ زیادہ اچھا نہیں رہا تھا، امام صاحب نے ایک طویل خطبہ دیا اور اس میں ایسی فری باتوں پر شدت کے ساتھ زور دیا جسکی ایک ایسے ماحول میں جہاں فری مذاہب و مذاہب اور ہضم کرنا آسان نہ ہو ضرورت نہ تھی۔ چنانچہ اس سال ایک دوسری مسجد میں جانا ہوا جو ایک مکان میں قائم کی گئی ہے اور مسجد کی صورت میں تبدیل کی جا رہی ہے وہاں پہنچنے پر ذمہ داروں نے خود حضرت مولانا سے خطبہ دلوا لیا۔

عقیدہ کا مسئلہ چند برسوں پہلے ہی بڑا ترقی میں شکی اختیار کر گیا ہے اس میں کسی مسلح جھگڑے بھی ہو چکے ہیں انہیں کی بات ہے کہ وہ لوگ مذہب کے نام پر خود ساختہ طریقوں کو رواج دینے کے لئے اس کا بھی خیال نہیں کرتے کہ ایک غیر مسلم ملک میں ان باتوں سے غیر مسلموں کو اسلام سے قریب لانے میں کیا کیا رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔

۱۱ اکتوبر کی شام کو اسلامک سینٹر کا کام ختم ہو رہا تھا، لہذا ایر دن گزار کر آکسفورڈ سے لندن واپسی کا پروگرام تھا لندن میں مولانا مظلہ کا قیام اپنے ایک تعلق والے سردار احمد صاحب کے مکان پر ہوا کرتا ہے، ان کو مولانا مظلہ کے آفسیئر ملازمین کی اطلاع ہو گئی تھی اور انہوں نے سینچر ۱۲ اکتوبر کی صبح کو لینے کے لئے آنے کو کہہ دیا تھا، چنانچہ وہ ۱۲ کی صبح کو اپنی کار لے کر پہنچ گئے جس کے ذریعہ مولانا مظلہ اور ۱۲ اکتوبر تک لندن پہنچ گئے۔

لندن پہنچ کر ایک لکیرنگ کا سفر کرنا تھا، جہاں بین الاقوامی مجلس برائے تحقیقات اسلامی کی عاملہ کا جلسہ تھا مولانا مظلہ اس ادارہ کے بھی صدر ہیں اور یہ ان کی صدارت کا پہلا جلسہ تھا، اس کی شرکت کے لئے کئی ماہ سے خط و کتابت چل رہی تھی، مولانا مظلہ نے اپنی مصروفیات اور صحت کی دشواری کی بنا پر شرکت سے تقریباً معذرت کر دی تھی۔ لیکن جب آکسفورڈ کا سفر ممکن ہو گیا تو لکیرنگ کے اس جلسہ کی شرکت کا بھی ارادہ فرمایا، کیونکہ لکیرنگ لندن سے صرف ایک گھنٹہ کی فضا کی مسافت پر ہے اور ہندو لندن کا راستہ پر واقع ہے آکسفورڈ پہنچنے کے بعد شیون پورڈ اور جمال الدین عظیم کو جو اس کونسل کے جنرل سکریٹری ہیں مولانا مظلہ کے آکسفورڈ آنے کی اطلاع دی انہوں نے لکیرنگ پہنچنے کا وقت وغیرہ طے کر لیا، چنانچہ اس کے مطابق سینچر ۱۲ اکتوبر کی شام کو بلیم ایر لائن سے بروسلز اور وہاں سے بذریعہ کار لکیرنگ جانا طے ہوا کیونکہ اس روز براہ راست لکیرنگ کی فلائٹ نہ تھی۔

عین روانگی سے چند گھنٹے قبل پتہ چلا کہ ہنگری کے لکیرنگ جانے سے معذرت کی جائے گی بنا پر ویزا کے حصول کی کارروائی نہیں کی گئی تھی، ایسا نکلنا غیر ذمہ دارانہ تھا اور یہاں تک نہیں، اس بات سے آدی بروسلز پہنچے پہنچ جائے اور اس کا انتظار کر دے کہ ملک میں انٹری ہو سکے تو شاید سفر و شرکت جلسہ ممکن ہو سکے اور یہاں سے اپنے سفر و شرکت کے بارے میں بھی کچھ باتیں

۲۰۰ میل ہے، اور یہ فیصلہ کار سے طے کیا جانا تھا اور چونکہ بلیم اور لکیرنگ الگ الگ ملک ہیں، اس لئے مسئلہ اور بھی دشوار تھا، یہاں سفر کیا گیا اور اہتیاظاً مولانا مظلہ کے سیزبان سردار احمد صاحب بھی ساتھ ہو گئے تاکہ دشواری کے حل میں معاون بنیں، چنانچہ ایک گھنٹہ سے کچھ کم میں بروسلز پہنچ گیا، لیکن انٹری میں خاصی دشواری ہوئی۔ ڈاکٹر علیہ کے نمائندہ سے پہلے سے اگلے تھے، لہذا ویزا کی کارروائی ایرپورٹ کے حکام پر انجام پائی اور انٹری ہوئی، لیکن رات کے دس بج گئے تھے اور وہاں سے لکیرنگ پہنچنے میں کئی گھنٹے صرف ہوئے اس لئے قیام گاہ پہنچنے میں رات کے تقریباً پانچ بج گئے اس طرح رات کا بیشتر حصہ سیداری میں گزارا جس کا نکلنا مولانا مظلہ کو بہت ہوا، لیکن کچھ تھکانی صبح نماز فجر آرام کر کے ہو گئی۔

بلیم بروسلز اور لکیرنگ دونوں شہر بہت سے سردی اور ترقی یافتہ ہیں ایک دوسرے پر ہے کہ یہ دونوں شہر یورپ میں مشترک مارکیٹ کے صدر مقام بھی بنے گئے ہیں، اس لئے ایک طرح سے یہ پورے یورپ کے بھی صدر مقام سمجھے جاتے ہیں۔ یورپ میں مارکیٹ یورپین مالک گئے ایک اقتصادی انجمن ہے جو درآمد و برآمد اور اقتصادی معاملات کے اصول طے کرتی اور انکی نگرانی کرتی ہے اس کے ذریعہ یورپ کا اقتصاد دی نظام ایک مشترک ڈیمانچ کے اندر چلتا ہے، اور چونکہ یورپین قوموں کی زندگی کے دو اہم محوری ہیں ایک اقتصادیات دوسرے سیاسیات، اقتصادیات کے دائرہ میں ان کلوں کو نفع و نقصان کی نگرانی کے لئے یہی انجمن ہے، سیاسیات کا معاملہ تو اس میں ناؤنمی کونسل کام کرتی ہے جس کا ایک مثالی اور غالب ممبر امریکہ ہے، ان دونوں انجمنوں کا دائرہ کار مغربی یورپ کے مالک ہیں جو غیر کمیونٹری ہیں، اسکے مقابلہ میں کمیونٹری مالک یورپ کی انجمن دارسا پیکٹ کے مالک ہیں جن کا غالب اور متصرف ممبر روس ہے۔

یورپ کی مشترک مارکیٹ میں عرصہ تک برطانیہ کو داخل نہیں کیا گیا تھا، لیکن برطانیہ بہت کوشاں تھا، کئی سالوں تکش میں گزرتے سب سے زیادہ رکاوٹ فرانس کی طرف سے تھی، مخالفت کو کم کرنے کے لئے تھے کہ یہ یورپ کے بزرگ علم کے جدا جزیروں

میں ہے لہذا یورپ میں برادری سے باہر ہے بہر حال بڑی کوششوں کے بعد برطانیہ کو داخل کیا گیا اس کونسل کے تحت جتنے مالک ہیں انکے مابین زندگی کے دیگر مسئلوں میں بھی تعاون ہے اور آپس میں ویزا نہیں ہے، بروسلز دراصل یورپ میں دارالسلطنت اور بلیم شمالی یورپ کا ایک نیا چھوٹا ملک ہے جس کی آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے، بروسلز بڑا شہر ہے اور انکی آبادی دس لاکھ ہے، بروسلز شہر میں یورپ میں مارکیٹ انجمن کے ہونے کے باعث یورپ میں برادری بھی انجمن کے دفاتر، کی عمارتیں ہیں، جن میں انجمن کا کام اور مشورے انجام پاتے ہیں، اس لئے بروسلز کو ساری دنیا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہو گئی ہے لکیرنگ ایک ترقی یافتہ لیکن نیا چھوٹا شہر ہے اور اپنے قریب و دور کے علاقوں کو بلا کر ایک مستقل ملک کی حیثیت رکھتا ہے بلیم سے متصل ہونے کے باعث بلیم سے اسکے تعلقات بہت قریبی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا ویزا حاصل ہونا ہے کہ دوسرے میں بھی مل جاتا ہے پورے ملک کی آبادی صرف تین لاکھ ۶۰ ہزار ہے اور شہر کی آبادی۔ کل اسی ہزار ہے۔ اور چونکہ یورپ میں مارکیٹ کے بعض دفاتر یہاں بھی ہیں اس لئے اس کو بھی بین الاقوامی اہمیت حاصل ہے۔

بین الاقوامی مجلس تحقیقات اسلامی (اسلامک ریسرچ ورلڈ کونسل) کا صدر مقام اس شہر میں تجویز ہوا تاکہ اس شہر کی مرکزی اہمیت اور بعض دیگر بین الاقوامی سہولتوں کی بنا پر کام بہتر طریقے سے انجام پائے یہ اسلامک ریسرچ کونسل دراصل کئی سال قبل منعقد کئے جانے والے ایک مینار کے نتیجے میں وجود میں آئی اور اس کو اسلامی بنکوں کے ایک بین الاقوامی ادارہ (اسلامک بینکنگ سسٹم انٹرنیشنل ہولڈنگ) نے جس کا صدر دفتر بھی لکیرنگ میں ہے قائم کیا ہے۔

اسلامی بنکوں کا یہ بین الاقوامی ادارہ (آئی اے ای)، انٹرنیشنل ہولڈنگ غیر سودی بنک کاری کے نظام کو عام کرنے اور چلانے اور اسلامی نقطہ نظر سے جو مشکلات ملنے آئی ہیں ان کو حل کرنے کا کام انجام دیتی ہے اس کے تحت ایک بین الاقوامی اسلامک بینک ہے جو کہ ڈاکٹر کے دارالسلطنت کوپن ہیگ میں قائم ہے اس میں رقیب جمع کرنے والوں کو اچھی شرح سے منافع ملتا ہے یہ منافع کاروباری شرکت کے اسلامی ممبروں

دعوت کا سب سے مؤثر ذریعہ

عملی نمونہ اور مثالی زندگی ہے

مولانا سید محمد حسین رضا اعظمی ندوی (ایڈیٹر ایبٹ آباد اسلامی)

عملی نمونہ اور مثالی نمونہ کی طرح کسی طریقہ کار کو مفید، مؤثر اور کارگر نہیں دیکھا گیا، عملی نمونہ میں دعوت اگرچہ صریح اور واضح طور پر نہیں پائی جاتی ہے اور نہ ہی عملی نمونہ کسی سے کسی مخصوص عقیدہ یا فکر کو قبول کرنے کا مطالبہ کرتا ہے، پھر بھی اپنی کشش و جذبہ کی بنا پر وہ لوگوں کی توجہ کارآمد اور نگاہوں کا مسکن بنا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کہیں کوئی ایسی جماعت پائی جاتی ہے جو مساجد و دعاہیت جیسے پروگرام کا حامل ہو، اس کے پاس کوئی ایسا عملی نظام بھی ہو جسے اگر زندگی پر عمل کیا جائے تو زندگی آسودہ و خوشحال اور خوشگوار بن جائے، نیز یہ جماعت اپنے نظام اور اپنے پروگرام کی دعوت و تبلیغ کے لئے کوئی مخصوص طریقہ کار بھی رکھتی ہو نشر و اشاعت اور تبلیغ کے ذریعے بھی مہیا ہوں۔ کتابوں، کتابچوں، رسالوں، ڈیوٹیوں اور پمفلٹ وغیرہ کا مجموعہ بھی فراہم ہو اور اپنے پروگرام کی تشریح اور اپنے مخصوص نظام کی تبلیغ کے لئے ہر مہیا بن جائے اور جماعت اور کارکنان میں منفقہ کی روح اور جماعت کی فکر و نظر کی تبلیغ کے لئے تربیت یافتہ افراد تیار کرتی ہو، اور بڑی بڑی نہیں اس کام کے لئے فراہم کرتی ہو دعوت کے راستے میں وہ اپنا سب کچھ لٹا دیتی ہو۔ مگر جن باتوں کی طرف لوگوں کو دعوت دیتی ہو اس کا عملی نمونہ نہ پیش کرتی ہو صرف دعوت و تبلیغ ہی پر بس کرتی ہو اور اس کا کوئی عملی پروگرام اور مثالی جھلک نظر نہ آتی ہو تو کہیں بھی وہ جماعت کا باہر کا کارکن کی کمزریں طے نہیں کر سکتی، نوزد فحشا کبھی اس کے قدم چوم نہیں سکتے حتی کہ وہ اپنے عقیدہ و فکر کا تائید و تصدیق میں چند افراد بھی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی اور اگر بالفرض اسے اپنے ہم خیال کارکنوں کی تعداد میں اضافہ کرنے میں کامیاب بھی نصیب نہیں ہوگی تو جو لوگ اس جماعت میں شامل ہوتے ہیں وہ یہ شمولیت کسی عقیدہ و ایمان کے جذبہ سے نہیں اختیار

کامیاب تھا کہ سارے کے ساتھ جہاں حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اسلامی آئین و قوانین کو انہوں نے بے سہمہ قبول کیا حالانکہ ان حضرات کو اپنے زمانے میں نشر و اشاعت کے موجودہ اسباب مہیا نہ تھے اور یہ دیکھنا کہ کے وسائل اور ابلاغ و اعلام کی سہولتیں ہی انکو مہیا تھیں، انہوں نے اس کے کہ وہ اپنی مثالی سیرت مستعد کر لیتا ہے اور اس کی پوری زندگی اسکے عقیدہ و فکر سے پوری طرح ہم آہنگ ہوتی ہے۔ یہی تو وہ تنہا سبب ہے جس کی بدولت صحابہ کرام مسلسل فتح و کامرانی سے ہنگامہ ہوتے رہے اور دعوت اسلامی کے قبول کرنے والوں کا سلسلہ برابر جاری رہا اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت کھل کر لوگوں کے سامنے پیش کی اور عقیدہ و فکر کی تبلیغ کی ذمہ داری اپنے اوپر لی تو آپ نے رہنمائی و قیادت اور تبلیغ و دعوت پر ہی اکتفا نہ کیا، آپ نے اس کے برعکس سب سے پہلے حکم خداوندی اپنے آپ کو دعوت کے بارگراں کو متحمل کرنے کے لئے تیار کیا اور لوگوں کے سامنے ایک عظیم الشان عملی نمونہ پیش کیا آپ کسی بات کی دعوت دینے سے قبل خود اس پر عمل کرتے اور عملی کردار پیش کر کے لوگوں کو دعوت عمل کا درس دیتے، آپ کی شخصیت آپ کی دعوت کی زندہ مثال تھی اور آپ کی ذات آپ کے فکر و عقیدہ کی منہ بولنی تصویر تھی اسی عملی کردار سے صحابہ کرام متاثر ہوئے انہوں نے آپ کی مکمل اتباع کی کیونکہ وہ دعوت کے آغاز سے قبل ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تقدس میں عمل و تطبیق کے بہترین نمونہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ لقد کان لکھ فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یدرجو اللہ و الیوم الآخر و ذکر اللہ کثیراً تر لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر اہل کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا اسی وقت سے یہ مبارک نبوی اسوہ دعوت اسلامی کی کامیابی کی خاص بنیاد بن گیا جن لوگوں نے آپ کے بعد دعوت کا کام انجام دیا اور اپنے آپ کو اسلامی فکر کی اشاعت و تبلیغ کے لئے کیونکہ یہ وہ ایمان اور عمل دونوں میں پختہ اور قوی تھے، وہ عالم باعمل اور داعی صالح کی بھی مثال تھے۔ جو اپنے آپ کو قبل اسکے کہ وہ دعوت کے میدان میں اترے پوری طرح تیار اور

کامیاب تھا کہ سارے کے ساتھ جہاں حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اسلامی آئین و قوانین کو انہوں نے بے سہمہ قبول کیا حالانکہ ان حضرات کو اپنے زمانے میں نشر و اشاعت کے موجودہ اسباب مہیا نہ تھے اور یہ دیکھنا کہ کے وسائل اور ابلاغ و اعلام کی سہولتیں ہی انکو مہیا تھیں، انہوں نے اس کے کہ وہ اپنی مثالی سیرت مستعد کر لیتا ہے اور اس کی پوری زندگی اسکے عقیدہ و فکر سے پوری طرح ہم آہنگ ہوتی ہے۔ یہی تو وہ تنہا سبب ہے جس کی بدولت صحابہ کرام مسلسل فتح و کامرانی سے ہنگامہ ہوتے رہے اور دعوت اسلامی کے قبول کرنے والوں کا سلسلہ برابر جاری رہا اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت کھل کر لوگوں کے سامنے پیش کی اور عقیدہ و فکر کی تبلیغ کی ذمہ داری اپنے اوپر لی تو آپ نے رہنمائی و قیادت اور تبلیغ و دعوت پر ہی اکتفا نہ کیا، آپ نے اس کے برعکس سب سے پہلے حکم خداوندی اپنے آپ کو دعوت کے بارگراں کو متحمل کرنے کے لئے تیار کیا اور لوگوں کے سامنے ایک عظیم الشان عملی نمونہ پیش کیا آپ کسی بات کی دعوت دینے سے قبل خود اس پر عمل کرتے اور عملی کردار پیش کر کے لوگوں کو دعوت عمل کا درس دیتے، آپ کی شخصیت آپ کی دعوت کی زندہ مثال تھی اور آپ کی ذات آپ کے فکر و عقیدہ کی منہ بولنی تصویر تھی اسی عملی کردار سے صحابہ کرام متاثر ہوئے انہوں نے آپ کی مکمل اتباع کی کیونکہ وہ دعوت کے آغاز سے قبل ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تقدس میں عمل و تطبیق کے بہترین نمونہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ لقد کان لکھ فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یدرجو اللہ و الیوم الآخر و ذکر اللہ کثیراً تر لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر اہل کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا اسی وقت سے یہ مبارک نبوی اسوہ دعوت اسلامی کی کامیابی کی خاص بنیاد بن گیا جن لوگوں نے آپ کے بعد دعوت کا کام انجام دیا اور اپنے آپ کو اسلامی فکر کی اشاعت و تبلیغ کے لئے کیونکہ یہ وہ ایمان اور عمل دونوں میں پختہ اور قوی تھے، وہ عالم باعمل اور داعی صالح کی بھی مثال تھے۔ جو اپنے آپ کو قبل اسکے کہ وہ دعوت کے میدان میں اترے پوری طرح تیار اور

کامیاب تھا کہ سارے کے ساتھ جہاں حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اسلامی آئین و قوانین کو انہوں نے بے سہمہ قبول کیا حالانکہ ان حضرات کو اپنے زمانے میں نشر و اشاعت کے موجودہ اسباب مہیا نہ تھے اور یہ دیکھنا کہ کے وسائل اور ابلاغ و اعلام کی سہولتیں ہی انکو مہیا تھیں، انہوں نے اس کے کہ وہ اپنی مثالی سیرت مستعد کر لیتا ہے اور اس کی پوری زندگی اسکے عقیدہ و فکر سے پوری طرح ہم آہنگ ہوتی ہے۔ یہی تو وہ تنہا سبب ہے جس کی بدولت صحابہ کرام مسلسل فتح و کامرانی سے ہنگامہ ہوتے رہے اور دعوت اسلامی کے قبول کرنے والوں کا سلسلہ برابر جاری رہا اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت کھل کر لوگوں کے سامنے پیش کی اور عقیدہ و فکر کی تبلیغ کی ذمہ داری اپنے اوپر لی تو آپ نے رہنمائی و قیادت اور تبلیغ و دعوت پر ہی اکتفا نہ کیا، آپ نے اس کے برعکس سب سے پہلے حکم خداوندی اپنے آپ کو دعوت کے بارگراں کو متحمل کرنے کے لئے تیار کیا اور لوگوں کے سامنے ایک عظیم الشان عملی نمونہ پیش کیا آپ کسی بات کی دعوت دینے سے قبل خود اس پر عمل کرتے اور عملی کردار پیش کر کے لوگوں کو دعوت عمل کا درس دیتے، آپ کی شخصیت آپ کی دعوت کی زندہ مثال تھی اور آپ کی ذات آپ کے فکر و عقیدہ کی منہ بولنی تصویر تھی اسی عملی کردار سے صحابہ کرام متاثر ہوئے انہوں نے آپ کی مکمل اتباع کی کیونکہ وہ دعوت کے آغاز سے قبل ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تقدس میں عمل و تطبیق کے بہترین نمونہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ لقد کان لکھ فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یدرجو اللہ و الیوم الآخر و ذکر اللہ کثیراً تر لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر اہل کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا اسی وقت سے یہ مبارک نبوی اسوہ دعوت اسلامی کی کامیابی کی خاص بنیاد بن گیا جن لوگوں نے آپ کے بعد دعوت کا کام انجام دیا اور اپنے آپ کو اسلامی فکر کی اشاعت و تبلیغ کے لئے کیونکہ یہ وہ ایمان اور عمل دونوں میں پختہ اور قوی تھے، وہ عالم باعمل اور داعی صالح کی بھی مثال تھے۔ جو اپنے آپ کو قبل اسکے کہ وہ دعوت کے میدان میں اترے پوری طرح تیار اور

پر کبھی بعد رسد اور اعتماد نہیں کرتے ہیں بلکہ سب اوقات ان کا مقابلہ کرنے اور ان پر حملہ کرنے پر اتر آتے ہیں اس کے برعکس جب ہم غیر مسلموں مثلاً عیسائیوں کو دیکھتے ہیں کہ عیسائیت کی تبلیغ کے میدان میں کام کرنے والے لوگ اور عیسائی مبلغین جن "بلند اقدار" کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ ان کے وہ خود بھی حامل اور ان پر عامل ہوتے ہیں، انکی زندگی ان کے من گھڑت فضائل کی حقیقی ترجمانی کرتی ہے لہذا وہ اپنے تمبین کے اندر ایسا تاثر قائم کر لیتے ہیں۔ جس سے وہ ان پر نفی و شغف کی ساتھ ساتھ سیدھی سیدھی تبلیغ کی راہ میں پورے خلوص سے جان کی بازی تک لگنے پر تیار ہوجاتے ہیں، اس طرح ان کا دائرہ عمل اور طبقہ تیزی سے وسیع ہوتا جاتا ہے اور انکے پیروکاروں اور طبقہ نگہبازوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

یہی چیز ہمیں پارٹیوں اور جماعتوں میں دین کا دین و مذہب سے کوئی واسطہ اور کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے، نظر آتی ہے جگہ ان کے لیڈر اور قائدین اخلاقی پہلو کی مانند گرتے ہیں اور میدان عمل میں "مثالی عمل نمونہ" پیش کرتے ہیں تو وہ اپنی فکر و نظر نظر کے لئے پُر جوش حایوں اور ہمنوا کارکنوں کو حاصل کر لینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ یہ ہمنوا دھاتی اپنے قائدین کے خاندان کے ساتھ چلنے اور انکی محبت و خوشنودی میں قربانیاں پیش کرنے نیز بوقت ضرورت اپنی جان و مال تک کی بازی لگا دینے میں بھی دریغ نہیں کرتے اور وہ یہ سب صرف اس لئے کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے مقتدا، وہ لیڈر، کے اندر عملی نمونہ کا مشاہدہ کر چکے تھے اور ان کو انہوں نے ایسا "ہموں پند" و "امول پرست" پایا تھا جس کا ظاہر دیا ظن یکساں اور قول و عمل تضاد سے پاک ہوتا ہے۔

دنیا میں اسلام اسی مثالی سیرت اور اسی عملی نمونہ سے پھیلا اور اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کی اس کو حاصل ہوئی، جن اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسلمانوں کے لئے ایسی سیرت چھوڑ کر رخصت ہوئے ہیں، جس میں پوری طرح اسلامی زندگی جلوہ گر ہے اور بلند اخلاق اور احترام انسانیت کی آئینہ دار ہے، انکی زندگیاں ایک گہلی ہوئی کتاب ہے، جس کو ہر شخص پڑھ سکتا ہے اور اس کا مطالعہ کر سکتا ہے

خواہ رزم و رزم ہو یا صلح و جنگ دوست کے ساتھ ہوں یا دشمن کے ساتھ قریبی رشتہ دار ہوں یا دوری، گھر کے افراد ہوں یا دوسرے لوگ، ہر شخص کے درد کا درماں اور زخم کا سامان سیرت میں موجود ہے، اسی مبارک و معطر سیرت کا فیض تھا کہ اسلام کا پیام دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا اور اس نے تاریک دلوں کو ایمان و یقین کے نور سے منور کر دیا، عقل کو جلا بخشی اور اسلام نے دنیا کو تاریک جہالت سے نکال کر علم و ہدایت کے بے غم نور میں پہنچا دیا، انسان کو شقاوت کے عذاب سے نجات دی اور میدانِ سعادت میں آنا نصیب ہوا۔

مشرق و مغرب کے لوگ اس سیرت کو پڑھ کر رشہ دہدایت حاصل کر رہے ہیں اور حق و صداقت کی جانب گھٹنے پلے آ رہے ہیں، سیرت نبوی کو پختہ حیوان نہ کبھی خشک ہونے والا ہے اور قیامت تک نہ اس کے فیض کا دریا بند ہونے والا ہے جو لوگ اسلام کی دعوت و تبلیغ کرتے ہیں اور اسوۂ محوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، حقیقتاً وہی نبوی قالب میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے اور ہر لمحہ دہم معاملہ میں اپنے کو سیرت کے رنگ میں رنگنے والے ہیں بے شک یہ لوگ دعوت کے ذریعہ خدا کے قالی کا خوف رکھنے والے اور ڈرنے والے دل اور حق و صداقت کو سننے والے کان حاصل کر لیتے ہیں چنانچہ وہ ایسی "مثالی نسل" تیار کر سکتے ہیں جو اپنے اسلام میں سچی مخلص اور وفادار ہوتی ہے جو دنیا کے لئے "اسوہ" اور لوگوں کے "نمونہ" کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ قرن اول اور بعد کی صدیوں میں ہوا جو اصحاب دعوت علم و عمل کے حسین امتزاج کے مالک ہیں اور گفتار و کردار کی جامعیت سے بہترین نمائندگی کرتے ہیں ان کے ہاتھوں انشاء اللہ تعالیٰ برابر برپا رہے گی اور حکمت و نشاۃ کے تمام میدانوں میں اسوہ و نمونہ پیش کرتی رہے گی۔

لیکن..... ہم دیکھتے ہیں کہ علماء اور اصحاب دعوت کی زندگی اس مطلوبہ اسوہ سے خالی ہے ان کے یہاں عملی گوشوں میں کمزوری و ضعف پیدا ہونے لگا ہے نیز عمل و تبلیغ کا وہ دلکش نمونہ جو ہمارے اسلاف کی شان و شان تھا اس کی جلوہ گری اب ان کے یہاں نہیں ہوتی جس سیرت و کردار کا وہ مظاہرہ کرتے ہیں وہ پسندیدہ اور مطلوبہ سیرت نہیں ہے

حتیٰ کہ انہیں سے بعض تو دینی شاعر اور اسلام کے بنیادی واجبات تک کا اہتمام نہیں کرتے ہیں اور اس کے برخلاف انکی توجہ کا تاثر مرکز ایسی چیز میں ہوتی ہے جو یا تو خارج از دین ہیں یا خلاف دین۔ رہا یہ کہ وہ اسوۂ محوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اسوۂ صحابہ کو اختیار کریں تاکہ لوگ ان کی تقلید و اتباع کریں تو اس باب میں کوئی "خاص اہتمام" نظر نہیں آتا، بلاشبہ یہ چیز تو ایسی ہے کہ عام مسلمانوں میں بھی نہ پائی جاتی ہے یہ جائیکہ علماء کے دین اور مہین کے اندر یہ پائی جائے۔ آج دعوت کا المیہ مثالی سیرت اور عملی نمونہ کے ماسوا کچھ نہیں، لہذا مثالی سیرت کا جذبہ اگر ہمارے علماء اور داعیوں کے اندر پیدا ہوجائے اور انکی زندگیوں میں ہم دعت اس کی جلوہ گری ہو۔ تو دعوت کے میدان میں چارچاند لگ جائیں اور تبلیغ کے کام میں بہار آجائے، اس لئے کہ سب سے بڑا اردگاہی ہے کہ دعوت اور سیرت میں قارض ہو۔ اور قول و عمل میں تضاد پایا جائے۔ پہلے یہ عوام الناس کو متفر کرتا ہے پھر خواص کو۔ یہ مرکز دہی کی جگہوں میں آبا و اجداد کی اندھی تقلید کر داتا ہے اور اس طرح لوگ بری خصلتیں اور غیر اسلامی اخلاق سیکھ لیتے ہیں، جنکا نہ اسلام سے کوئی تعلق ہوتا ہے، نہ ایک مسلمان کے شایان شان ہوتے ہیں، کہنے والے نے یہ کہا ہے کہ جب داعی، مثالی سیرت اور بلند اخلاق کا صحیح پیکر ہوتا ہے اور سیرت و اخلاق میں عملی مقام حاصل کر لیتا ہے تو اس کے شبین ان

اخلاق و فضائل میں اس سے نیچے مقام تک پہنچ پاتے ہیں اس طرح جب مرئی و مصلح، پاکیزگی، تقویٰ، خلوص، پاکدامنی اور صلاح کے بلند مرتبہ پر ناز ہوتا ہے تو اسے رنفاہ و احباب ان صفات و کمالات کے اندر اپنے مرئی و مصلح سے نیچے مرتبہ پر ہرتے ہیں۔ لہذا..... دعوت کی کامیابی اور داعی افراد پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دینی رہنما اور علماء، بلند مثالی زندگی کے منصب جلیل پر متمکن ہوں اور اعلیٰ نمونہ اپنے علم و عمل سے پیش کریں اور اپنے کردار و گفتار سے ایک اعلیٰ مثال قائم کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مثالی نمونہ ہمارے سامنے ہے، ہمیں آپ کی اور آپ کے ہمراہیوں کی گہرا اور عمیق مطالعہ کرنا چاہیے اور بحیثیت افراد اور جماعت کے اس کو اپنے اور تبلیغ کرنا چاہیے ارشاد خداوندی ہے۔

"محمد رسول اللہ والذین معہ الشداء علی الکفار رُحماء بینہم، تراخصم رکعاً سجداً یتبتون فضلاً من اللہ ورضواناً، سیما لم فی وجوہہم من اثر السجود۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ ان سے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں، کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں، انکے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہرہ پر نمایاں ہیں۔"

ڈاکٹر فضل اللہ کی یاد میں

بین الرحمن
شعبہ تیسرے و ترقی نندہ لکھنؤ

ذکر کو غفل میں آیا آج فضل اللہ کا وہ تو آتے تھے یہاں تک روز جانے کیلئے پیکر انخلاص تھے وہ خلق کی تصویر تھے وضع واری پر رہے قائم وہ اپنی تاحیات اب ضعیفی کو طبیعت پر اتر انداز تھی دہن بے حد تھے حقیقت میں خلق و خوش ذائق

رنگ ہائے روز و شب سبب طبیعت ہر گہری ذوق تنہائی میں جا فارغ میں باس کی

۲۱/۱۱/۱۹۰۶ھ

تعلیم

اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک ایسی قوم میں ہوئی جو ان پڑھ تھی، جس میں لکھنے پڑھنے کا کوئی خاص رواج نہ تھا، جزیرۃ العرب میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد محدود تھی اور خاص طور سے قریش مکہ میں پڑھنے لکھنے والوں کی تعداد اور کم تھی، بلا ذریعے اپنی کتاب "فتوح البلاد ان" میں لکھا ہے "جب اسلام آیا تو قریش میں ستر آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے" ان سترہ میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت ابو سعید، حضرت ابو سفیان، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم تھے، (بخاری اسلام صفحہ ۱۱۲)

اس دور میں کسی کا کتاب ہونا سب سے بڑی خوبی تھی، اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی ایک محدود تعداد لکھنا پڑھنا جانتی تھی، البتہ یہ مدینہ میں لکھنے پڑھنے کا کچھ رواج تھا۔ ان کے اپنے مدرسے تھے، جنکو مدراس کہتے تھے داعی اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی زید پوہ اپنی محققانہ کتاب "بنی رحمت" میں لکھتے ہیں "یہودی اپنے کو ایک مستقل مذہب اور آسمانی شریعت کا حامل سمجھتے تھے، چنانچہ وہ اپنے مدرسوں میں (جنکو مدراس کہتے تھے) اپنے دینی اور دنیوی امور، شرعی احکام، تاریخ اور اپنے انبیاء اور رسول کے حالات پڑھتے اور پڑھاتے تھے، اسی طرح مخصوص عبادت گاہوں میں وہ اپنی عبادت اور دینی شاعرانہ انجام دیتے تھے" (بنی رحمت صفحہ ۱۰۵)

اسکا وجہ یہود مدینہ کا اوس و خزرج پر مذہبی اور علمی اثر تھا وہ یہود کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انکو اپنے سے برتر سمجھتے تھے، علامہ شبلی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں "یہود کا علی اور تجارتی افری کے ساتھ مذہبی اور علمی اثر بھی تھا، انصار عموماً ثابت پرست اور جاہل تھے اس بنا پر وہ یہود کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کو اپنے سے زیادہ مذہب اور شائستہ سمجھتے تھے" (مدینہ منورہ صفحہ ۱۱۲)

داعیہ یہ ہے کہ تعلیم چند افراد میں مضمور تھی، کسی آسمانی کتاب کا وجود نہ تھا، بت پرستی، ادہام پرستی اور نفس پرستی کو دین ابراہیمی سمجھتے تھے، پوری قوم جاہلیت کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی، اسی لئے قرآن کریم نے انکے لئے ایمین (ان پڑھوں) کی تعبیر استعمال کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی لقب لکھنا کو کھٹ "بنی امی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویتلہم الكتاب والحکمة وان کا نوا من قبل لغی ضلال مبین"

دہی اللہ ہے جس نے ان پڑھوں میں خود انہی میں سے ایک رسول بھوت فرمایا جو۔۔۔ امی ہونے کے باوجود۔۔۔ ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سنا سکتے اور انکو سنو سنا سکتے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے

یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے انہار کے لئے عربوں کیلئے یہ لقب اختیار فرمایا اور پھر انہیں یہجا جانے والا رسول بھی امی ہے اس لئے یہ واقعہ بڑا اجرت انگیز ہے کہ پوری قوم امی اور رسول بھی امی اور جو خرافات اس کے سپرد کئے گئے ہیں وہ سب تعلیمی و اصلاحی ایسے ہیں کہ نہ کوئی امی اس کو سیکھا سکتا ہے اور نہ کوئی امی قوم انکو قدرت کا ملکہ انہار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انجائز ہی ہے کہ اپنے جب تعلیم و اصلاح کا کام شروع کیا تو اپنی ان پڑھوں میں ایسے علماء و علماء پیدا ہوئے جنکے علم و حکمت، تدبر، عقل و دانش اور ہر کام کو انجام دینے کی اعلیٰ سے اعلیٰ صلاحیت کا پوری دنیا انسانیت نے اعتراف کیا۔

تاریخ میں یہ مشہور ہے کہ قریش نے عبداللہ بن جدعان اور حرب بن ابی

کو دین سکھانے کے لئے بھی بھی لوگ وقف تھے یہ ایک فخری بات تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی اہمیت و عظمت کو واضح کیا، علم حاصل کرنے والوں کی ہمت افزائی کی، علماء کی فضیلت بیان کی، آپ کی بعثت کے بعد دنیا نے انسانیت نے دنیا کا تیار رخ اختیار کیا وہ علوم و فنون جن سے انسانی زندگی منور ہوئی اور گھرتی ہے عام ہوئے، قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تعلیم و تربیت کا نیا نقش مرتب ہوا، ان نئی انقلابی اصلاحات و ہدایات کو قبول کرنے والے لوگوں کو دنیا کی قیادت و امامت سونپ دی گئی اور دنیا نے انسانیت انکے نقش قدم پر انکے پیچھے پیچھے چل دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی، مکہ کے خالموں سے چھٹکارا مل گیا لیکن مدینہ منورہ اگر مصائب اور بڑھو گئے، مکہ مکرمہ میں صرف قریش تھے مدینہ منورہ میں انصار کے ساتھ یہود بھی تھے جو اپنے عادات و اطوار۔۔۔ دنیا کی محبت، زر پرستی اور نفس پرستی، میں مودف تھے۔ اس پر ایک تیسری قسم منافقین کی تھی جو مار آستین ہونے کی وجہ سے دونوں سے زیادہ خطرناک تھے۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ایسی جماعت تھی جو آپ پر ایمان لائیں تھی جسکے عقیدہ یہ تھا کہ ہم اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کا بول بالا کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی گی۔

مدینہ منورہ میں تیزی کے ساتھ اسلام پھیل رہا تھا، اسلام قبول کرنے والوں کو سب سے پہلے عملی اسلام سکھایا جاتا تھا، اس طرح لکھے پڑھے لوگوں کی اہمیت بڑھ رہی تھی مسلمان بچوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ تھی غزوة بدر کے قیدیوں میں جو لکھنا جانتے تھے اور فدیہ دینے پر قادر نہیں تھے ان کا فدیہ یہ تھا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا سکھا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ یہودی زبان میں لکھنا سیکھیں تاکہ انکے شر سے بچا جاسکے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے صرف سترہ دن کے اندر یہودی سریانی زبان سیکھی "بخاری شریف" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب میں کلکاراہ ہدایاں لکھنے کے برابر قرار

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

سوال - قبروں پر چادر چڑھانا کیا ہے؟
جواب - قبروں پر چادر چڑھانا منوع
و ناجائز ہے، حدیث شریف میں مذکور ہے۔
نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکبراً
أجراً و العظی، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم نے مٹی اور تھیر کو کچرا پہنانے سے
منہ فرمایا ہے۔
مذکورہ حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے
رسم مذکور صحیح بدعت ہے جس کا رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔
اس میں سے نہیں ہے تو وہ قابل قبول ہے
سوال - کیا قبروں پر پھول چڑھانا شرعاً
درست ہے؟
جواب - قبر پر پھول چڑھانے سے متعلق
تفصیل یہ ہے کہ اگر میت کے تقرب کے
لئے چڑھانے جائیں تب تو ناجائز و حرام
ہے ورنہ حرام نہیں ہے اعمان التلاذی
لاموات و مایوت من الدوام و الشرف
والذی و نحوہا الیٰ علیہ السلام و انکلام
تقریباً بالیوم مفعولاً بالیوم و انکلام
بقصد و ایلان و انکلام و انکلام و انکلام
بذلک لیسما فی حدیث الامام

نہی کریم دو قبوں پر شریف فرمایا
ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ ان دونوں
قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، لیکن
کسی بڑی چیز کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک
تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ مسلم کی روایت
میں ہے کہ پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔
اور دوسرا چنگوڑ تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک ہی شاخ لیکر نزع میت سے
چیرا اور ایک قبر پر ایک ایک گاڑی۔
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس لئے
ایسا کیا آپ نے فرمایا شاید ان پر سے عذاب
میں تخفیف کر دی جائے جب تک کہ کتبائیں
نہ سوئیں۔

پھول چڑھانے کیلئے حدیث مذکور
سے استدلال باطل ہے کیونکہ رسول اللہ
نے تر شاخ کے ٹکڑے گاڑے تھے، پھول
نہیں گاڑے تھے۔ پس اگر حقیقتاً اتباع
مقصود ہے تو شاخ کے ٹکڑے گاڑنا چاہیے
نیز حضور نے ہمیں ہر قبر پر نہیں گاڑی بلکہ
ایسی دو قبروں پر نہیں گاڑنا ثابت ہے
جن پر عذاب ہو رہا تھا۔ اور آج کل لوگ
ان قبروں کی پھول چڑھاتے ہیں جن کو
مقدس تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان
کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ مزید برآں
علمائے تفریح کے ہے کہ ان دونوں قبروں
کے بارہ میں حضور اکرم کو وہی کے ذریعہ ملنا
ہو گیا تھا کہ جب تک آپ کے دست مبارک
کی گاڑی ہوئی نہیں ان قبروں پر رہے
گی عذاب نہیں ہوگا۔ اب چونکہ وہی کا ہلکا
منقطع ہو گیا ہے اس لئے ایسا کرنا درست
نہیں۔ آپ کے نہیں گاڑنے کی شکل تو یہ ہو
آپ کی مغفرت ہو چکی ہے۔ اور وہی کے ذریعہ
گناہگار مسلمانوں کی قبروں پر نہیں گاڑنے
کے لئے کہا گیا ہے۔ اور ہالاحالی یہ ہے کہ ہم
اپنے گناہگار باحقوں سے ان لوگوں کی قبروں
پر جن کے بارے میں ہمارے خیال ہے کہ ان
کی مغفرت ہو چکی ہے بغیر اللہ تعالیٰ اولاد
کے رسول کے کسی حکم کے اپنی مغفرت سے
بھول ڈالتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں اس
طرح کی نفس پرستی اور احکام کے ایجاد کرنے
کی کوئی گنجائش نہیں ہے، حدیث میں ہے۔
کل من عین ضلالہ و کل ضلالہ فی النار،
ہر ایسی چیز جو عین ہو اور شریعتی ولایت سے
ناہگ نہ ہو گھبراہٹی اور شریعت سے ناگوار
ہے۔ اور ہر گناہ جنہم میں ہے یعنی ہر گناہی
میں جنہم سے عقوبت ہے ہر گناہی

کا انجام جنہم ہے۔ نیز اس میں کفار سے بھی
مشابہت ہے۔ کفار اپنے دیوی، دیوتاؤں
پر پھول چڑھاتے ہیں۔ اور اس طریقے سے
تقرب حاصل کرتے ہیں، حدیث میں وارد
ہے۔ من قنبتہ قوم۔ معونہم۔
امیر محمد تعویذ کے سوال و جواب کے کالم میں
جواب شوہر اپنی بیوی کو مرینے کے بعد ہاتھ نہیں
لگا سکتا ہے۔ البتہ دیکھ سکتا ہے۔ پر
دوبلوں کی بنا پر اشکال ہوا ہے۔ جواب -
نفسا۔ جواب مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ مرینے کے بعد بیوی شوہر کے لئے حرام ہو جاتی
ہے، ایسے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے
کیا ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں
رہنے کے بعد جب حلال ہوتی ہے تو وہی عورت
مرینے کے بعد کیوں حرام ہوگی۔
رفع اشکال ہے۔ آپ کا اشکال ایک غلط
فہمی پر مبنی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ نکاح سے
جو حلت حاصل ہوگی۔ وہ دائمی اور لازمی
ہے۔ مرینے کے بعد بھی باقی رہنے والی ایک
ایک چیز ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔
رجعت جسطرح طلاق کے ذریعہ ختم کی جاسکتی
ہے۔ اس طرح موت سے ختم ہو جاتی ہے۔
بلکہ اگر خوراکوں تو موت کی صورت میں شدت
زیادہ ہے۔ بیوی کے مر جانے کے بعد شوہر
پر کسی طرح کی کوئی ذمہ داری نہیں رہتی اور
طلاق کی صورت میں عدت تک وہ عورت
اس سے متعلق رہتی ہے۔ رجعت یا نکاح
کی صورت میں پھر حلت حاصل ہو سکتی ہے۔
مندرجہ ذیل دو صورتوں میں بہت واضح
طور پر بیوی کے مر جانے کے بعد اسکی حرمت
کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ یہ دونوں صورتیں
تمام فقہاء کے درمیان متفق علیہ صورتیں ہیں
معاذ اللہ عنہما۔

تشریح یہاں آپ کے اشکال کو رفع کرنے کیلئے
کافی ہے۔ اور دراصل یہاں جواب مسلم
ابن حاتم کی سند پر مذکور عبارت کا خلاصہ
ہے۔ الفکر و فی اعماقہ اجنبی الا فی غرضہ
لا یقبل العدم امرتہ۔
اشکال - حضرت فاطمہ نے بوقت وفات
یہ ہدایت کی تھی کہ میرے مرینے کے بعد لوگوں
عورت کے ہاتھ سے غسل نہ دیا جائے سوا
اپنے شوہر حضرت علی کے، کی بات حضرت
فاطمہ کو معلوم تھی کہ مرنے کے بعد اپنے
شوہر کے لئے حرام ہو جاؤں گی۔ تو پھر انھوں
نے ایسی ہدایت کیوں کی۔
رفع اشکال - ایسی کوئی صحیح روایت نہیں ملتی
جس میں حضرت فاطمہ کی مذکورہ بالا ہدایت
پائی جاتی ہو بلکہ ہر یہ روایت کا یہ بیگانہ علم
ہوتا ہے جنہوں نے شریعت کو سمجھ کر لکھے
لئے نہ معلوم کیا کیا صورتیں اپنائیں ہیں۔ اور
بہت سی محترم ہستیوں پر بڑے ریکے
بہتان گڑھے ہیں۔
آپ ذرا غور تو کریں کیا اس طرح کی ہمت
عام عورتوں کی نفسیات کے خلاف نہیں
آج کل کے گئے گذرے زمانے میں بھی
ایک مسلم عورت اس طرح کی ہدایت کر سکتی
جرات نہیں کر سکتی۔ تو حضرت فاطمہ جو
شرم و حیا کا پیکر تھیں۔ اور نبی کریم کی بیٹی
ہونے کا شرف حاصل تھیں تو کونکر ہدایت
کر سکتی ہیں۔ ہاں اگر ممکن ہے تو صرف یہ کہ
حضرت جن جو جن کے خور و مال ہونے کی
وجہ سے حضرت علی سے تھیں وہ کھینکے
ذمہ داری قبول کرنے اور غسل میں مدد
دینی وغیرہ ہتیا کرنے کی ہدایت کی ہوگی کیونکہ
یہ امور شوہر پر واجب نہیں ہوتے۔

اگر مذکورہ بالا ہدایت کا واقعی وجود ہوتا
تو کیسے ممکن تھا کہ حضرت ابو بکر کی زوجہ سائما
بنت عمیس حضرت فاطمہ کو غسل دیتیں۔
ان کا قول ہے لساناً فاطمہ غلظت علی
بنی طالب اس روایت سے حضرت علی کی
شرکت صرف غسل میں ضرور معلوم ہوتی ہے۔
لیکن بظاہر وہ پانی گرم کرنے اور لائیکا کام
انجام دے رہے ہوں گے کیونکہ کسی عورت
کے ہاتھ شوہر کا پانی ہوی کو ہاتھ لگا کر غسل
دینا عادتاً ناممکن ہے اور شوہر بھی کوئی
حضرت علی جیسا پیکر شرم و حیا ایک موقع
پر آپ کو مذہبی سے متعلق ایک مسلم رسول اللہ
سے دریافت کرنا قابل واسطہ دریافت
کرنے سے شرمناک رہا۔ بالآخر ایک صحابی کے
ذہن پر یافت کر دیا۔ اب پانچ فیصلہ کریں کیا
معاذ اللہ اس کا ایک جواب ہے انھوں نے ہاتھ لگا کر
(باقی ہے)

انتقال پر کلام

تاخیر سے موصول ہونے والی خبر سے معلوم ہوا ہے کہ شیخ خلیل عرب کی اہلیہ محترمہ کا کراچی میں
انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ شیخ خلیل عرب صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم تھے
بعد میں مکتبہ یونیورسٹی میں پچھلے گورنر ڈاکٹر سید عبدالعلیم مرحوم کے مکان کے قریب ہی کراچی کا
مکان لیکر رہتے تھے۔ اور یونیورسٹی کے اوقات کے بعد گھر پر لوگوں کو درس دیا کرتے تھے مولانا صاحب
بچپن سے ہی لڑکھائے جڑا تھے اور ان پر ایک طویل مضمون بھی لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم سے بڑے اچھے
تعلقات تھے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے عربی زبان کی ابتدائی تعلیم انھیں سے ان کے گھر حاصل
کی۔ وہ بچپن میں خاندان کے بچوں کی طرح گھر میں ہی آتے جلتے تھے۔ اور خلیل عرب صاحب کی اہلیہ
محترمہ بچوں کی طرح ان کا خیال رکھتی تھیں۔ یہ مکتبہ کے مشہور عالم مصنف و استاد حدیث مولانا سید
امیر علی شیخ آبادی کی صاحبزادی تھیں۔ مولانا سید امیر علی صاحب حدیث میں جامع المعقول و المنقول
سید نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔ حج کیلئے حجاز کا سفر کیا۔ کچھ دن جہد میں دس دیتے رہے۔ پھر
ہندستان واپس آگئے۔ اور مشہور مطبع ٹول کسٹور میں کتابوں کی تصنیف و تخریج میں مشغول رہے۔ آخر زمانہ
میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے صدر مدرس مقرر ہوئے سابقہ ندوۃ العلماء حکیم سید عبدالعلیم نے بھی ان
سے مسلم شریعت پڑھی۔ اور نرسبتہ الخواطر جلد ہفتم میں ان کا تذکرہ بھی لکھا۔ مولانا سید امیر علی کی سب سے مشہور
تصنیف تھیں جلدوں میں قرآن کی تفسیر "موہب الرحمن" ہے۔ انھوں نے صحیح بخاری، باری، اقوالی، عالمگیری
کا اردو ترجمہ کیا اور کئی کتابیں برعائت لکھے۔ ندوۃ العلماء میں تدریس کے زمانہ میں خلیل عرب صاحب
ان کے خاص شاگرد تھے۔ انکو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور انھیں اپنی اولاد کی نشادگی کے لئے منتخب
کیا خلیل عرب صاحب ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۳ء تک مکتبہ یونیورسٹی میں پچھلے گورنر کے طور پر بھی پائے گئے اور
تعمیر کے بعد کراچی منتقل ہو گئے۔ فیاض دہان لٹریچر اور ادبی و علمی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ عرب
صاحب سلسلہ میں مزاجاً و اخلاقاً بھی عرب تھے۔ اور ان کی اہلیہ جو سنی سادات میں سے تھیں۔ ذوق و
مذاہب میں بھی ان کی رفیقہ حیات رہیں۔ عرب صاحب جب تک مکتبہ یونیورسٹی میں رہے سال میں ایک دو
بار یونیورسٹی کے ساتھ اور دوسرے دستوں کی دعوت کے لئے کھانے تیار کرتے تھے اور ہر ایک کے
کھاتے۔ اس سارے اہتمام و انتظام میں آپ کی اہلیہ شریک رہیں۔ ان کی بیٹی صاحبزادی اور شہزادہ کے
نہاد و نرنگی کثیر العیال ہونے کے باوجود عرب صاحب اپنے بچوں کو بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور
ان چاروں سے صرف ایک ان کے حقیقی بھائی تھے اور ان کی اہلیہ محترمہ اپنے بچوں میں سے کچھ عرب صاحب
کے بھائیوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ ان کے صاحبزادوں میں محمد خلیل عرب بنک، ابو جہدہ میں ہیں۔
اور کئی خلیل عرب کراچی میں ہیں۔ صاحبزادیوں میں ایک "رقیہ" کا انتقال ہو گیا ہے باقی زندہ ہیں غیبیہ
خلیل عرب جامعۃ الامام محمد بن سعود میں استاذ ہیں۔

اردو میں آسان اسلوب اور سہ آہستہ ترتیب و تشریح کے ساتھ
مولانا الفقہ
تالیف: **مجلد عبد اللہ السعدی**
قیمت ۱۰ روپے
"میں نے اس کو جس جہد و مقام سے دیکھا ہے، ایشاء اللہ تعالیٰ سے
احقر کیلئے آپ کی یہ تالیف مدارس کے طلباء کے لئے ایک بہترین روایت
کا کام دیکھ سکتے ہیں اس کا اصل نام ہے جو گناہگاروں اور یونیورسٹیوں کے طالب
مدرسوں کی خدمت میں ہے وہاں اس کو بطور نصاب داخل کرنا بھی مناسب
ہوگا۔" (مولانا محمد تقی عثمانی (دکنائے برکات)
کی اہلیہ نے لکھی ہے کہ اس کتاب کا نام ہے مولانا سید امیر علی

صلنے کا پتہ: مکتبہ رحمانیہ، بابائے کلا، سیو پٹے
براہ کرم جواب طلب امور کے لیے جو ابی خط ارسال کریں، نیز جو اخیر جاری نمبر ضرور
تعمیر کریں۔ (دیپنر)

مجلس دعوت الحق کی قابل مطالعہ پیشکش

کلام صوفی
حضرت صوفی سید عبدالرب صاحب کی شخصیت علمی و ادبی اور ادبی حلقہ میں کسی
تعارف کی محتاج نہیں۔ موصوف سلسلہ تقاضا نوی سے منسلک ایک مثالی
موجودین اسلام کے وقار و جاہل اور لائقوں کی ان کی کئی جہتیں جانتی تصویر تھے۔ وہاب تحقیقی
نے آپ کو کمال شاعری اور ذوق سخن سے بھی خوب تر لکھا تھا۔ حضرت صوفی صاحب نے کلام کی ہر
صنف محمود طبع آزمائی فرمائی ہے، مگر جرات ایمانی، جذبہ اصلاح اور اہمیت آپ کے کلام کی وہ روح ہے
جو ہر جگہ اور سننے والے کے قلب کو متاثر کرنے لگتی ہے، صوفی صاحب کا یہ ادبی اور ادبی ذوق
یوں تو سینکڑوں صفحات میں پھیلا ہوا ہے مگر اس کا ایک انتخاب "کلام صوفی" کے نام سے شائع کیا
گیا ہے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد ظفر عثمانی دامت
برکاتہم اور حضرت شاہ محمد ابراہیم صاحب ایم اے و ماسٹر اسلامیات اور مولانا فرید الدین
نے کتاب کی افادیت کو دو چکر کر دیا ہے۔ کتاب کے سارے کچھ سو سے زائد صفحات، کتابت،
طباعت، کاغذ، جلد پر چھپواری۔۔۔ قیمت چالیس روپے۔ 40/-

اہم سفر
اس کتاب میں قرآن و حدیث اور اہل عربوں کے کلام سے لے کر مومنان اور عورتوں اور عورتوں
کلیات و اشعار تک گئے ہیں ان سے سفر آخرت کی تازگی کی نظر یہاں ہو سکتا ہے
یہ بیاری کے مسائل کا مخلص مکتبہ لکھنؤ میں لکھی اور نماز جنازہ اور اہل انبیا صاحب مسنون طریقہ نہایت
دعوت کے اہم مسائل بھی شامل کر دیئے گئے ہیں کئی طرف ملامت کو بھی لکھی ہے اور جو ہے اور جو ہے
تائید کے ساتھ۔ قیمت پانچ روپے۔ 5/-

تحریک ایمان
دینی دعوت اور تبلیغی جہد کے بائیں حضرت صوفی سید عبدالرب صاحب نے ایک نیا
طویل ترین لکھی تھی۔ جس میں دنیا کے علم و فن و ادب اور اہل انبیا صاحب مسنون طریقہ نہایت
پر خون کے آسپہاں ہیں اور امت کے اہل در و کور کو دلائی ہے کہ طلب علم مسلمان کی ترقی کی اور اللہ
دول اور دن سے ان کا اعلق ہونے کیلئے تیسری جہتوں کے طور پر دعوت اور اصلاحی جہد و جد کی
ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قوتیں سے صوفی صاحب نے یہ سارے مضامین بڑے مؤثر اور پروردگار میں ادا
کئے ہیں ساتھ ہی ساتھ تبلیغی کام کے اصول و آداب اور اپنے فن و ادب کی لغت کے مددگار کا بیان اور اس سلسلہ کے
دوسرے مضامین ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں حضرت مولانا محمد ظفر عثمانی دامت برکاتہم کا مفصل مسمو
پیش لفظ بھی ہے۔ خوبصورت ٹائپنگ کے ساتھ۔ قیمت تین روپے۔ 5/-

زبان نصاب یعنی ماوراء دعائیں اور اسلامی ادب
اس کتاب میں روزہ کی مسنون دعائیں
دعائیں ترجمہ کے ساتھ ساتھ نکلنے سے، سونے، بھانگے، کپڑا پہننے، مجلس میں بیٹھنے، بڑوں سے ملنے، مسجد میں جانے
سلام دینا وغیرہ کی دعائیں، استسنا، وغیرہ کے اسلامی ادب پر مشتمل علمی لکھی ہیں، مگر اللہ کی مہربانی سے
آئینہ اور آپ کے خاص گھروالوں کے نام وغیرہ نہایت ضروری باتیں بھی لکھی ہیں۔ ساتھ ہی اسلامیاتی
کو بھارت سے والی نظریں بھی شامل کر دی ہیں۔ انگریزی کتاب پر مسلمان لکھنے کے ذریعہ اور اسلامیاتی
ہے۔ بحکایت اسلامیہ کے نصاب میں داخل کرنے کے لئے لائق کتاب۔ دیدہ زیب ٹائپنگ کے ساتھ قیمت پانچ روپے
حضرت مولانا شاہ ولی صاحب مدرس مولانا صاحب مدرس مولانا صاحب مدرس مولانا صاحب مدرس
قیمت تین روپے۔ 30/-

نقشہ برنی نصاب
ان کوں کو ابتدائی قاعدہ ہی سے مدرس کرام حروف کے حارج اور ہم دونوں
کے اخفا و اظہار و غزوار و لام و وا کے بڑے باریک دیکھنے کے قواعد کا خیال رکھتے
ہوئے پڑھائیں تو بے اجزا رہی سے تازی ہو جائیں، چنانچہ اس سلسلہ کے ضروری قواعد آسان عبارت میں اختصار
کے ساتھ اس نقشہ میں لکھ دیئے گئے ہیں، نیز ہر کاری سکولوں میں جانے والے بچوں کیلئے کم وقت میں پڑھا یا
جائے اور دینی نصاب اور تعلیم و تربیت کے بارے میں کچھ مفید ہدایت بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ انگریزی نقشہ
اسلامیہ کے مدرس کرام کی خدمت میں ایک نسخہ قیمت تین روپے۔ قیمت صرف ایک روپے۔ 1/-

آسان روزی اور دبلا
روز کی آسانی اور برکت اور دشمنوں و بلاؤں و مصیبتوں سے حفاظت کیلئے
موسم صوفی محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم نے لکھی ہے اور حضرت مولانا صاحب مدرس
مولانا صاحب مدرس کا ہم لکھے ہوئے چھوٹے چھوٹے جندرساں تالیف فرماتے ہیں جن میں قرآن و حدیث اور بزرگان
دن کے اقوال سے سلسلہ و مصلحت اور عبادت کو جمع فرمایا ہے۔ آسان روزی اور قیمت 5/-

گجراتی دینی نصاب
دینی مضامین کے ساتھ گجراتی زبان لکھی گئی ہیں، جو گجراتی مسلمانوں کے لئے تفریح و تفریح کے مضامین سے
بچھ ہوئے سکولوں کو عام نصاب ہے۔ اس سلسلہ میں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔
۱۔ گجراتی مختصر، قیمت ایک روپے۔ 2۔ زبان بال بول، قیمت تین روپے۔ 30/-
۲۔ اسلامی بولی چوری، قیمت پانچ روپے۔ 5/- ۳۔ آقا و اہل بیت، قیمت 5/-
نوٹ: تاج و حشرات کیلئے اور اگر کچھ کتابوں پر خصوصی رعایت دینی چاہیگی
صلنے کے پتے: محمد یونس صوفی، قادیان، ندوۃ الحق کلاسی۔ اتر گجرات
الفرقان بنگلو۔ ۳۱، ناہاؤں مغربی نظر آباد لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۱۸

اردو میں آسان اسلوب اور سہ آہستہ ترتیب و تشریح کے ساتھ
مولانا الفقہ
تالیف: **مجلد عبد اللہ السعدی**
قیمت ۱۰ روپے
"میں نے اس کو جس جہد و مقام سے دیکھا ہے، ایشاء اللہ تعالیٰ سے
احقر کیلئے آپ کی یہ تالیف مدارس کے طلباء کے لئے ایک بہترین روایت
کا کام دیکھ سکتے ہیں اس کا اصل نام ہے جو گناہگاروں اور یونیورسٹیوں کے طالب
مدرسوں کی خدمت میں ہے وہاں اس کو بطور نصاب داخل کرنا بھی مناسب
ہوگا۔" (مولانا محمد تقی عثمانی (دکنائے برکات)
کی اہلیہ نے لکھی ہے کہ اس کتاب کا نام ہے مولانا سید امیر علی

صلنے کا پتہ: مکتبہ رحمانیہ، بابائے کلا، سیو پٹے
براہ کرم جواب طلب امور کے لیے جو ابی خط ارسال کریں، نیز جو اخیر جاری نمبر ضرور
تعمیر کریں۔ (دیپنر)